Al-Mahdi Research Journal
Vol. 03, No. 02 (July-Dec 2022)
ISSN (p): 2789-4142 ISSN (e):2789-4150

فکری انحراف کے اسباب اور ان کا حل: ایک تجزیاتی مطالعہ

The Causes of Mental Deviation and its Remedies (An analytical study)

Dr. Muhammad Sohaib Jamil
Associate Lecturer, The Department of Islamic Studies, Bahawlnagar Campus, The Islamia University of Bahawalpur, Email: msohaibjamil@gmail.com

Abstract:

This research paper seeks to explore the causes of mental deviation and its remedies. Mental deviation is a broad term used to describe a wide range of mental health issues such as depression, anxiety, and other psychological disorders. This study aims to understand the underlying causes of mental deviation and to identify potential remedies that can be used to help those who are suffering from mental health issues. In order to achieve this goal, this research paper will use a combination of qualitative and quantitative research methods to analyze the causes of mental deviation and its remedies. The significance of this research paper is that it can provide a valuable insight into the causes of mental deviation and its remedies. This research paper will contribute to the body of knowledge by providing an in-depth analysis of the causes of mental deviation and its remedies. Furthermore, this paper will provide a comprehensive overview of the various treatments and interventions that can be used to help those who are suffering from mental health issues. In conclusion, this research paper provides an insightful analysis of the causes of mental deviation and its remedies. It is hoped that this research paper will provide a valuable resource for those who are seeking to better understand the causes of mental deviation and its remedies. This research paper will also provide a comprehensive overview of the various treatments and interventions that can be used to help those who are suffering from mental health issues.

Key Words: Society, deviation, personality, effects, disadvantages

تعارف

انسانی زندگی میں سیدھے راستے سے انحرافات کی جتنی بھی صورتیں ان سب میں سب سے خطرناک صورت عقائد و نظریات میں فکری انحراف کی ہے۔ فکری انحراف کی چند صورتیں ایسی ہیں جو ایک مسلمان کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتی ہیں ۔ جیسا کہ کفر شرک الحادا اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق یہود و نصاریٰ جیسے عقائد جو اسکی شان کے لائق نہیں۔ یہ تمام فکری انحرافات دین اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔ بعض فکری انحرافات وہ ہیں جو ملت اسلامیہ سے خارج تو نہیں کرتے البتہ شریعت اسلامیہ میں اس قدر برے اور ناپسندیدہ درجے کے حامل ہیں کہ انکا اختیار کرنا ملت سے خارج کرنے کی راہ کو ہموار کر تاہے۔ انحراف کی یہ صورت مسلمان کو صراط مستقیم سے ہٹاکر گمراہی کے راستے پر لا کھڑا کرتی ہے۔ اور اعتدال کی راہ سے دور کر کے غلوو تشدد اور افراط و تفریط کی راہ پر چلا دیتی ہے۔ اس میں وہ تمام فرقے شامل ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ کی سنت وسیرت اور صحابہ کرام کے راستے سے منحرف ہیں۔ جیسا کہ خوارج، روافض، قدریہ وغیرہ۔ اسی طرح دور حاضر کی بعض جماعتیں جو جمہور امتِ مسلمہ سے منحرف ہیں، چاہے ان کی دعوت جس بھی عنوان سے ہے۔ جیسے تکفیری جماعتیں، اہل قرآن ومنکرین حدیث اور نیچری وغیرہ۔

"اگر فکر درست ہو تو انسانی کی توجہ بھی صحیح ہوتی ہے۔ عمدہ اہداف کو حاصل کرنے کے لئے اعضاء حرکت میں آتے ہیں ۔ اور اگر فکر فاسد ہو تو عقیدہ بھی فاسد ہو تاہے۔ دل مریض ہو جاتا ہے۔ اور روح شر پسند ہو جاتی ہے۔ انسانی نفس برائی پر ابھار تاہے۔ یہ تمام مصائب، عذاب اور ناکامیاں اسی فکری انحراف کے سبب ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک سلیم فکر وہ ہوتی ہے جو امت کو عمدہ اور بڑے اہداف کی طرف لے جاتی ہے۔ ایک بے مثال معاشرے کو ترقی کی راہ پر گامزن کرتی ہے۔[1]

گویا فکری انحراف انسان کی پوری معاشرت میں فساد پیدا کرتا ہے۔

فکری انحراف کے اسباب:

نفس کی بغاوت:

فکری انحراف کا سب سے بڑا سبب سرکشی وبغاوت ہے۔ قرآن مجید میں حق سے منحرف ہونے کے اس سبب کو بنیادی طور پر پیش کیا ہے۔ فرمایا

"كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ---(2)

اسی طرح فرمایا"إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللهِ الإِسْلاَمُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوْتُواْ الْكِتَابَ إِلاَّ مِن بَعْدِ مَا جَاءهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ -(3)

یہ آیات بتاتی ہیں کہ تمام لوگوں کا دین و مذہب شروع میں اسلام ہی تھا۔ گروہ بندی اور تفرقہ بازی انہوں نے جہالت کی بناء پر شروع نہ کی تھی بلکہ علم رکھنے کے باوجود محض سرکشی اور بغاوت کی بناء پر انہوں نے حق سے انحراف کیا۔ بغاوت سے مراد ہے راہ راست سے ہٹ کر اسکی مخالفت شروع کر دینا۔ یہ فساد ہی کی ایک قسم ہے۔

طبریؒ* بیان کرتے ہیں

پس ریاست و صدارت کی غرض سے دنیا کو آخرت پر ترجیح اور حق کے مقابلے میں دنیاوی اغراض کو ترجیح دینا بغاوت کہلاتا ہے۔(4)

اس سے ثابت ہوتا کہ یہی بغاوت ہی بڑا اور پہلا سبب ہے جس کی بناء پر ایک سلیم الفطرت انسان فکری انحراف اختیار کرتا ہے۔ اور اسی کی بناء پر اُس اسلامی مذہب کو چھوڑ کر ایک گمراہ فرقہ بن جاتا ہے جس پر اللہ نے تمام انسانوں کو پیدا کیا ہے۔

اسی بغاوت کی وجہ سے امت میں دین سے انحراف اور تفرقہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اہل علم سے عہد لیا ہے کہ وہ حق بات چھپائیں گے نہیں۔ اور یہود و نصاریٰ کے علماء کی اس حوالے سے مذمت کی ہے کہ وہ حق کو چھپا کر دنیا حاصل کرتے تھے، اس کو چھپاتے یا اس میں تحریف و تغیر کرتے تھے، تاکہ یہ خواہشات کے پجاریوں اور حکمرانوں کی اغراض فاسدہ کے موافق ہو جائے۔ ابو حیانؒ نے علماء کی بڑی تعداد سے نقل کیا ہے کہ اس میں امت محمدیہ کے علماء بھی شامل ہیں۔(5) یعنی علماء اسلام سے بھی اللہ نے یہ عہد لیا ہے۔ یہ بات معلوم و معروف ہے کہ مسلمانوں کے اجماعی عقائد و مسائل میں فکری انحراف پیدا کرنے میں جنہوں نے بڑا کردار ادا کیا ان کو بھی علم دیا گیا تھا۔

عصر حاضر میں بھی بآسانی دیکھا جاسکتا ہے کہ علم کی طرف نسبت رکھنے والے ہی مذموم مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے کتاب و سنت کے دلائل میں تحریف کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے سرکشی کرتے ہوئے صحیح راستے سے انحراف کرتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا اہل وزارت و سیادت کی خواہش پر کیا جاتا ہے اور بسا اوقات سیاسی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ غیر اللہ سے مدد مانگنے کو جائز قرار دینا، توحید اور اس کے سد ذرائع سے انحراف کرنا۔ بنکوں میں سودی کاروباری کو جائز قرار دینا۔ بعض ان میں ایسے ہیں جو حدود کا انکار کرتے ہیں جیسے رجم اور ارتداد کی شرعی حدود۔ اس حوالے سے وہ دین کی بنیادی اساس اور معلومات ضروریہ سے انحراف اختیار کرتے ہیں۔ اس طرح ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو موسیقی کے جواز کے قائل ہیں اور عورت کے حجاب کے قائل نہیں۔

خواہشات کی پیروی

خواہش کے معنی ہیں کسی بات یا شے کے حصول کی چاہت یا طلب، شہوت، میلان، رغبت، مرضی، پسند

کہا جاتا ہے کہ فلاں نے اپنی خواہش نفس کا اتباع کیا یہ مذمت کے وقت بولا جاتا ہے۔ اسی طرح "فلان من اہل الھوی" یعنی فلاں ان لوگوں میں سے ہے جو راہ راست سے ہٹ گئے۔ ([6])

اصطلاحی طور پر اس کا مطلب ہے نفس کا ان شہوات کی طرف جھک جانا، جن کی شریعت دعوت نہیں دیتی، جن سے اسے لذت حاصل ہوتی ہے۔[7]

اس سے مراد نفس کا شدت کے ساتھ کسی ایسی شے کی خواہش کرنا جو حق اور مکمل نفع کے مخالف ہو۔ (16)

خواہشات کی اتباع بڑی خطرناک چیز ہے۔ خواہشات کی اتباع کرنے سے انسان غیر شرعی امور کا ارتکاب کرتا ہے جس سے اس کی فکر میں انحراف پیدا ہوتا ہے اور اس کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں خواہش نفس کی اتباع کی مذمت فرمائی ہے۔ فرمایا "ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا۔۔" ([8]) "واتبع ہواہ (اس نے اپنی خواہشات کی پیروی کی) تاکہ نفس شہوت و لذتوں کو حاصل کر سکے۔ جو کوئی شہوات کی پیروی کرتا ہے تو اس معاملہ نقصان والا ہوتا اور بدبختی اس کا مقدر ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فان لم یستجیبوا لک فاعلم انما یتبعون اھواءھم ومن اضل۔۔۔" ([9]) ابن کثیرؒ (متوفی 774ھ) لکھتے ہیں کہ پس اگر جو آپ ﷺ فرماتے ہیں اگر یہ اسے قبول نہیں کرتے اور حق کی پیروی نہیں کرتے "فاعلم انما یتبعون اھواءہم" تو وہ بغیر دلیل و حجت کے اپنے خواہشات کی اتباع کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ([10])

اس طرح خواہشات سے مراد وہ امور ہیں جن پر نفس انسان کو برانگیختہ کرتا ہے۔ اور اس کا اکثر استعمال مذمت والے امور پر ہوتا ہے۔[11]

علمائے دین کی مخالفت اور ان پر طعن و تشنیع کرنا

دین اسلام میں علم حاصل کرنے اور اسے سیکھانے اور دین میں (تفقہ) سمجھ بوجھ حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ پر جو پہلی وحی نازل ہوئی وہ بھی تعلیم و تعلم پر مشتمل ہے۔ فرمایا "اقرا باسم ربک الخلق ۔۔۔) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ([12])۔

دیکھنے میں آیا ہے خواہشات نفس کے پجاری فکری منحرفین، صالح علماء سے نظریاتی اختلافات کے باعث ان پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اور ان کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہیں۔ لوگوں کو ان سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے معاشرے کے افراد اصلاح و فلاح سے نکل جاتے ہیں اور عقائد و اخلاقیات میں فکری انحراف کا شکار ہو جاتے ہیں۔ علماء جنہوں نے علم کے نور سے اپنے سینوں کو منور کیا ہے۔ ان پر طعن کرنے کا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ لوگوں کے سامنے اسلام کی من مانی تاویلات و تصورات کو پیش کیا جائے اور ان کو علماء سے اس لئے دور کیا جائے کہ وہ ان شر پسند عناصر کی تخریب

کاری وفساد سے آگاہ نہ ہو جائیں۔ جس طرح چور ہمیشہ چوکیدار کو ہی اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا ہے بالکل اسی طرح فکری انحراف اختیار کرنے والا طبقہ اپنے رستے کی سب سے بڑی رکاوٹ علمائے اسلام اور دین کا درست فہم رکھنے والے طبقے کو سمجھتا ہے۔اسی لئے ان کا سب سے زیادہ زور اسی طبقے کی مخالفت پہ صَرف ہوتا ہے۔

علماء پر طعن کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ۔"(13) شرعی طور پر جو کوئی علماء پر طعن تشنیع کرتا ہے تو گویا کہ وہ ان کا گوشت کھاتا ہے۔اس سے انسان کا دل مردہ ہو جاتا اور جس کا دل مردہ ہو جائے وہ حق سے منحرف ہو جاتا ہے۔ابن عساکر دمشقیؒ*(متوفی 571ھ) لکھتے ہیں کہ جو کوئی علماء پر عیب جوئی کرتے ہوئے اور گالی گلوچ کے ذریعے زبان دراز کرتا ہے تو مرنے سے قبل ہی اس کے دل کو مردہ کر کے اللہ اسے ضرور فتنے اور آزمائش میں مبتلا کرتا ہے۔[14]

علماء سے دوری اختیار کرنے، ان پر طعن و تشنیع کرنے اور ان پر مداہنت پسندی، شدت پسندی قدامت پسندی کا الزام لگانے اور ان کے خلاف بغض و عداوت کو پھیلانے سے بہت سے لوگوں کا علماء پر سے اعتماد ختم ہو جاتا ہے ۔ جس کے نتیجے میں وہ ایسے عناصر کے ہاتھوں میں چلے جاتے ہیں جو بغیر علم کے لوگوں کی راہنمائی کرتے ہیں، جو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ اس سے منبر و مسند فتویٰ پر وہ متمکن ہو جاتے ہیں جو معاشرے میں فکری انحراف پیدا کرتے ہیں اور نتیجتاً معاشرے میں اضطراب، بدامنی اور فساد پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

غلو کرنا یا معاملات میں حد سے تجاوز کرنا

اس سے مراد دینی امور میں ان حدود سے تجاوز کرنا جو شریعت نے ہر معاملے کے لئے مقرر کی ہیں۔[15]

دین میں غلو کرنا فکری انحراف کا بہت بڑا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ دین میں غلو کرنے سے منع فرماتے ہیں

"لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق"(16)

ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو غلو کرنے سے منع فرمایا ہے۔غلو زیادہ تر عیسائیوں میں پایا جاتا ہے جیسا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے حوالے سے غلو کیا۔ انہیں رسالت و نبوت کے منصب سے بڑھا کر اللہ کے علاوہ معبود بنا کر ان کی ایسی عبادت شروع کر دی جیسی اللہ کی عبادت کیجاتی ہے۔ بلکہ اس بھی تجاوز اختیار کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ کے ان پیروکاروں میں غلو سے کام لیا جو ان کے راستے پر تھے۔ اور انہیں بھی معصوم قرار دیا۔ اور ان کی ہر بات کی اتباع کرنا شروع کر دی چاہے وہ حق و گمراہی پر مبنی ہو یا سچ یا جھوٹ ہو۔(17)

اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے بھی دین میں غلو کرنے سے منع فرمایا ہے "فرمایا دین میں غلو کرنے سے بچو تم سے پہلے والے لوگو بھی دین میں غلو کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ (18)موجودہ دور میں بھی دینی امور میں حد سے تجاوز کرنے کی وجہ فکری انحراف پیدا ہوا ہے۔

اس غلو کی بہت سی صورتیں ہیں۔ بسا اوقات کسی شخصیت کی محبت وعقیدت کے باعث اسکی شان اور فضیلت میں جعلی روایتیں گھڑی جاتی ہیں۔ کبھی مخالفت، ضد، عناد اور تعصب کے باعث دین کی ثابت شدہ باتوں سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ اور کبھی اپنے نظریاتی نظام کو کسی معاشرے میں نافذ یا مسلط کرنے کیلئے شدت پسندی اختیار کی جاتی ہے۔ یہ تمام صورتیں، حدِ اعتدال سے تجاوز اور غلو کی صورتیں ہیں، اور یہی غلو دین سے فکری انحراف کا سبب ہے۔

احکام واصول دین سے جہالت

جہالت، علم اور دین دونوں کی ضد ہے۔ جہالت ہی وہ خستہ مکان ہے جس میں فکری انحراف پروان چڑھتا ہے۔ جب دین کی درست تعلیمات سے واقفیت ہی نہ ہوگی تو انحراف کے سوا بھلا کیا نتیجہ بر آمد ہو گا؟ امام ابن قیم الجوزیہؒ نے جہالت کی دو اقسام بیان کی ہیں ایک بسیط جہالت ہے اس سے مراد بغیر کسی شبہ وشک کے محض ضد کی بناء پر معرفت حاصل نہ کر سکنا۔ اور دوسری جہالت ان افراد کی ہے جو معاشرے میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں اور پیشوا ہیں جن کی جہالت باطل اعتقادات پر مبنی ہوتی ہے۔ (19)

اللہ تعالیٰ نے ان امور کو بیان کرنے اور اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے جن کا علم نہ ہو۔ فرمایا

"وَلاَ تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ (20)

جہالت ہی سے بدعات ورسوم وجود میں آتی ہیں۔ اسی جہالت کی وجہ سے انسان غلو کا شکار ہوتا ہے۔

دین بیزار لوگوں سے میل ملاپ

فکری گمراہی کا ایک بہت بڑا سبب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ صحبت رکھی جائے جو دین اسلام کے بنیادی اصولوں سے منحرف ہیں۔ صحبت انسان کی عقل وفکر کو مکمل طور پر بدل دیتی ہے۔ قرآن مجید میں بھی ناکامی ونامرادی کا سبب بری صحبت کو بیان کیا ہے۔ فرمایا

"وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۔(21)۔

اس سے مراد اس کا حسرت و تمنا کرنا ہے کہ کاش وہ فلاں کو اپنا گہرا دوست نہ بناتا اس کی دوستی نے مجھے سب سے بڑا نقصان یہ دیا کہ میں راہ حق سے بھٹک گیا۔ اس نے مجھے راہ حق سے بھٹکانے کے لئے راہ ہموار کی۔ اور ایسے طریقے پر چل نکلا جو مطلوب ہی نہ تھا جسکی بناء پر اس مکان پر آ گیا جس کا ارادہ بھی نہ کیا تھا۔

اس لئے بری صحبت سے ہمیشہ اجتناب کرنا چاہئے۔ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہوں نے سیدھی راہ پر عمریں گزاریں لیکن آخر بری صحبت میں آکر پھر گمراہ اور صحیح راہ سے منحرف ہو گئے۔ خواہشات نفس کے پیروکار اور معصیت کار بن گئے۔ بری اور اچھی صحبت کا اثرات انسان کی سوچ اور فکر پر مرتب ہوتے ہیں اس لئے حدیث میں ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک دوست اور بد دوست کی مثال ایسی ہے جیسے خوشبو بیچنے والے اور بھٹی پھونکنے والے کی۔ مشک والا یا تمہیں یوں ہی دے گا (تحفہ کے طور پر) یا تو اس سے خرید لے گا یا تو اس سے اچھی خوشبو پائے گا۔ اور آگ پھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا یا بری بو تجھ کو سونگھنی پڑے گی۔[22]

بری صحبت سے متاثر ہونے والا شخص، خود بھی اپنے گردوپیش کے ماحول پہ اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ گویا وہ اس گمراہی کی مزید اشاعت کا سبب بن جاتا ہے۔ ابن الجوزی بیان کرتے ہیں کہ

"بدکار لوگوں سے دور رہو۔ اور اپنی اولاد کو بھی ان سے دور رکھو۔ وہ تمہیں اپنے اقوال، افعال اور طبیعتیوں کا عادی نہ بنا دیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو تمہارا دل بھی سخت ہو جائے گا پھر جب تم ان کو اچھا سمجھنے لگو گے تو ادھر ہی ہلاک ہو جاؤ گے۔ برائی کے مختلف مراتب اور اقسام ہیں۔ بعض ایسے ہیں فحاشی کے دلدادہ ہیں، بعض لہو و لعب (کھیل کود اور تماشے) میں مبتلا ہونے والے ہیں، بعض اہل غیبت اور چغل خور ہیں۔ بعض ان میں موسیقی اور گانے والے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو اہل علم و عقل کی فکر کا مذاق اڑاتے ہیں۔ حتیٰ کہ انہیں ان کے دین و اخلاقیات سے منحرف کر دیتے ہیں۔[23]

فکری منحرفین پر علمی گرفت اور حکیمانہ دعوت کے ذریعے ان کا علاج نہ کرنا

فکری انحراف کے انتشار کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ جو لوگ شیطان کے بہکاوے میں آ گئے ہیں ان کا صحیح طور پر علاج نہ کیا جائے۔ فکری انحراف کے حامل افراد کو عموماً روایتی فتویٰ بازی اور معاشرتی طعن و ملامت کا نشانہ تو بنایا جاتا ہے، اور بسا اوقات قانونی کاروائی کے ذریعے ان پر سختی کر کے انہیں سزا بھی دی جاتی ہے لیکن ان کی اصلاح کا پہلو تلاش نہیں کیا جاتا۔ بجائے اس کے کہ ان کا فکری طور پر علاج کیا جائے انہیں مختلف قسم کی سزائیں دی جاتی ہیں جس کے ردعمل میں ان کا فکری انحراف اور شدید ہو جاتا ہے اور وہ انتقام کی راہ کو اختیار کرتے ہوئے اپنے نظریات کی ترویج میں مزید پختہ ہو جاتے ہیں۔

فکری انحراف کا علاج

فکری انحراف عاجز کر دینے والا مرض ہے۔ یہ ایسا مرض ہے جو عقل پر لاحق ہوتا ہے اس کا علاج اسی وقت ممکن جب کہ اس کے مریض کی فکر و سوچ کو درست راہ پر گامزن کرنے کی کوشش کی جائے۔ انسان کی اصلاح اسی وقت ممکن ہے جبکہ اس کی فکری اصلاح ہو جائے۔ معاشرے کے افراد کی فکری حفاظت، نہ صرف اہل علم و دانش کی ذمہ داری ہے بلکہ ہر فرد کسی نہ کسی درجے میں اس ذمہ داری میں شریک ہے، جو سب سے پہلے انسان کے اپنے نفس پر عائد ہوتی ہے اور پھر اس کے خاندان اور گردوپیش پر عائد ہوتی ہے۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب معاشرے کے تمام افراد اس ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔ فکری انحراف کے علاج کے لئے درج ذیل حربے اختیار کئے جائیں تو انفرادی اور اجتماعی فکر، حق کے راستے پر گامزن ہو سکتی ہے۔

استقامت دین

اس سے مراد لغوی طور پر اعتدال ہے۔ اسی طرح مضبوط ہونا[24]۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "فاستقیموا الیہ[25]" اس کی طرف مکمل توجہ کر کے اور مضبوطی کے ساتھ دین پر جمے رہو۔

کسی شے کو سیدھا اور درست رکھنا استقامت کہلاتا ہے۔[26]

اصطلاحی طور پر استقامت سے مراد سیدھی راہ پر اعتدال کے ساتھ مضبوطی سے چلتے رہنا استقامت کہلاتا ہے۔ یعنی کھانے، پینے، لباس کے پہنے، دین و دنیا کے تمام امور میں میانہ روی کو اختیار کرتے رہنا استقامت ہے۔ اسی بناء پر اس کو صراط مستقیم یعنی سیدھا راستہ کہا جاتا ہے۔[27]

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں استقامت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا "ان الذین قالو ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل۔۔۔[28]

اور فرمایا "ان ہٰذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعو سبل۔۔۔[29]

اسی طرح فرمایا "فاستقم کما امرت و تاب معک"[30]

نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنی استقامت کا بڑا مقام بیان فرمایا ہے۔ اور اسے افضل اعمال میں شمار کیا ہے۔ سفیان بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ آپ کے بعد مجھے کسی سے اس کے متعلق دریافت نہ کرنا پڑے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اس بات کا اقرار کرو کہ میں اللہ پر ایمان لایا۔ پھر اس پر ڈٹ جاؤ یعنی استقامت اختیار کرو۔[31]

استقامت کے ذریعے سے انسان فکری انحرافات سے محفوظ رہتا ہے۔ اس بناء پر محرمات و منہیات سے پرہیز کرتا ہے۔ اور اللہ کے حکم ہو اس کی نعمتوں کا حقدار بن کر نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا ہے۔

طلب علم اور دین میں تفقہ

قرآن مجید میں دین کا علم حاصل کرنے پر ترغیب دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فاعلم انہ لا الہ الا اللہ واستغفر لذنبک والمومنین۔۔۔(32)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وماکان المومنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ۔۔۔(33) اسی طرح فرمایا: "فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون (34) اللہ کے رسول ﷺ نے بھی علم کی زیادتی کے لئے دعا طلب کی ہے۔ اس لئے جو شخص یہ کہے میں سب کچھ جان چکا ہوں وہ سب سے بڑا جاہل ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دعا فرمائی کہ "رب زدنی علما۔(35)

حضرت معاویہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے فرمایا کہ "من یرد اللہ بہ خیر یفقہہ فی الدین۔(36)

Narrated Muawiya: I heard Allah's Apostle saying, "If Allah wants to do good to a person, He makes him comprehend the religion.

جہالت اور لاعلمی ہی فکری انحراف کا سبب بنتے ہیں جبکہ علم کے ذریعے سے سلیم الفطرت انسان فکری گمراہی سے بچ جاتا ہے اور اس کے لئے جنت کا راستہ آسان ہو جاتا ہے۔

اسلاف صالحین سے علمی اور نظریاتی تعلق

فکری انحراف سے بچاؤ کے لئے لازمی ہے کہ سلف صالحین کی سیرتوں کا مطالعہ کیا جائے اور جو علمی نقوش انہوں نے چھوڑے ہیں ان کو اپنایا جائے اور تفکر و تدبر سے ان پر غور کیا جائے۔ اس سے جہاں دین کا درست فہم حاصل ہو گا وہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ انہوں نے نامساعد حالات میں کس طرح دین پر عمل کر کے دکھایا۔ اور صراط مستقیم پر گامزن رہے۔ دین اسلام کی طرف دعوت بھی دیتے رہے۔ ان میں سرفہرست صحابہ کرام ہیں، پھر ان کے شاگرد تابعین ہیں۔ اور امت کے مفسرین، محدثین فقہاء اور مؤرخین شامل ہیں۔ اس حوالے سے حافظ ذہبی کی کتاب سیر اعلام النبلاء امتیازی صفات کی حامل ہے۔ نوجوان طبقہ کو جب یہ علم ہو گا کہ ان کے سابقین کس طرح کی زندگی گزار کر عظمتوں کے دروس دے کر زندہ جاوید ہو گئے۔ تو ان کے لئے باعث تشجیع (حوصلہ مندی) اور ترغیب ہو گا۔ ورنہ ہمارے نوجوانوں کے آئیڈیلز فلمی سٹار اور کھلاڑی ہی ہوں گے۔ جس سے دین وہ ملک دونوں کو شدید نقصان ہو گا۔(37)

مفید کتب کا مطالعہ

فکری انحراف کا سب سے بڑا سبب کتابی لٹریچر کا فاسد مواد ہے۔کتابوں میں جوکچھ پڑھا جاتا ہے اس کے اثرات انسان کی سوچ اور فکر اور پھر طرز معاشرت پر مرتب ہوتے ہیں۔ عمدہ لٹریچر کو پڑھنے سے تسکین و مسرت حاصل ہوتی ہے اور انسانی فکر کی صحیح طور پر تربیت و نشوونما ہوتی ہے۔ جبکہ برے لٹریچر اعتقاد و اعمال اور اخلاق پر برے اثرات مرتب کرتے ہیں اسی لئے ان کی اہمیت ان الفاظ میں بیان کیا جاسکتا ہے کہ

"کتابوں کا مطالعہ انسان کی شخصیت کو ارتقاء کی بلند منزلوں تک پہنچانے کا اہم ذریعہ، حصول علم و معلومات کا وسیلہ اور عملی تجرباتی سرمایہ کو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل کرنے اور ذہن و فکر کو روشنی فراہم کرنے کا معروف ذریعہ ہے۔کتابوں سے جہاں معلومات میں اضافہ اور راہ عمل کی جستجو ہوتی ہے۔ وہیں اس کا مطالعہ ذوق میں بالیدگی،طبیعت میں نشاط، نگاہوں میں تیزی اور ذہن ودماغ کو تازگی بھی بخشتا ہے۔(38)

ثقافتی یلغار کا مقابلہ

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں میں انسان کی فکری راہنمائی کرتا ہے۔ اگر اپنے ضابطہ حیات کو دین اسلام کی روشن تعلیمات سے ملایا جائے تو مادہ پرستی و لذت پرستی پر مبنی لادین تہذیب کی کوئی اہمیت نہ رہے۔ غیر اسلامی ثقافت کو اختیار کرنے سے مراد یہ ہے کہ اسلامی ثقافت کو اہم نہ سمجھا جائے جبکہ دین اسلام میں ثقافتی غیرت وحمیت کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ غیر اسلامی ثقافت کو اختیار کرنے سے اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ فرمایا

"من تشبه بقوم فهو منهم "(39)

Narrated Abdullah ibn Umar: The Prophet ﷺ said: He who copies any people is one of them.

امت مسلمہ کی کامیابی کا راز اسی میں ہے کہ وہ تہذیبی چیلنجز کا حل محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور اسوہ حسنہ میں تلاش کرے۔ مغربی تہذیب سے مرعوب جدت پسند طبقے کے فکری انتشار کا مقابلہ کرنے کے لئے ایسے باصلاحیت افراد تیار کئے جائیں جو مغربی تہذیب کے نقائص وعیوب کو جانتے ہوں۔ علوم شریعت سے آشنا ہوں۔ آج کے دور میں جو اقوام میں مقابلہ ورسہ کشی جاری ہے وہ فکر و تہذیب اور ثقافت کی یلغار ہے۔ جس کا سامنا خاص طور پر اسلام اور اہل اسلام کو ہے اس کا سدباب اسی وقت ممکن ہے جب شعائر اسلام کی حمیت اور غیرت دل میں راسخ ہو جائے اور کفار و معاندین اسلام کی تہذیب و فکر کا فساد و بگاڑ اور قباحت عیاں ہو جائے۔

حوالہ جات

---

[1] داغی، ڈاکٹر علی محی الدین القرۃ، اسباب الانحراف الفکری واسبابہ الشامل فی الاسلام، دوحۃ، 1 رجب، 1437ھ، 6

[2] البقرہ، 2:213

[3] آلعمران، 3:19

* ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری (ابن جریر طبری) عہد عباسی کے مشہور مفسر مورخ تھے۔ طبری کا تعلق طبرستان۔ موجودہ ایران سے ہے۔ طبری کی تصانیف میں سب سے زیادہ اہم اور مقبول ان کی تفسیر جامع البیان عن تأويل آي القرآن اور تاریخ الرسل والملوک ہیں۔ اول الذکر تفسیر طبری اور آخر الذکر تاریخ طبری کے نام سے مشہور ہیں۔ طبری فقہ شافعی کے پیروکار تھے، لیکن بعد میں ان کے آراء اور فتاوی کی بنیاد پر ایک مسلک وجود میں آیا جو ان ہی کی نسبت سے جریری کے نام سے مشہور ہوا۔ آپ کی وفات 310ھ میں بغداد میں ہوئی۔

[4] طبری، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید (متوفیٰ 310ھ)، جامع البیان عن تاویل آی القرآن معروف بتفسیر طبری، تحقیق: احمد محمد شاکر، مؤسسۃ الرسالۃ، طبعہ اول، 1420ھ/ 2000ء/4/282۔

[5] ابو حیان، محمد بن یوسف بن علی، البحر المحیط فی التفسیر، دارالفکر، بیروت، طبعہ 1420ھ: ص 3/464

[6] لوئیس معلوف، المنجد، ص 1028-1029

[7] (جرجانی، التعریفات، دارالکتاب العربی، بیروت، لبنان، طبع اول، 1405ھ: ص320۔

8 الکھف، 18:28

9 القصص، 28:50

[10] عماد الدین، ابن کثیر، ابو الفداء، اسماعیل بن مر تفسیر القرآن العظیم، جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی، کویت، طبع اول، 1419ھ: 3/517)

[11] ابن عطیہ اندلسی، ابو محمد عبد الحق بن ابو بکر، (متوفیٰ 546ھ)، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع 1، 1422ھ: 5/433۔)

12 الزمر، 39:9

13 الحجرات، 49:26

* شام کے بلند پایہ محدث اور مؤرخ جن کا پورا نام حافظ ابو القاسم علی بن ابی محمد الحسن بن ہبۃ اللہ ہے، ابن عساکر لقب ہے۔ پیدائش دمشق میں ہوئی اور مدرسہ نوریہ دمشق میں مدتوں درس دیا۔ ان کا شمار شام کے مستند شافعی فقہا و محدثین میں ہوتا ہے۔ دمشق کی تاریخ پر ایک ضخیم اور مفصل کتاب لکھی جو 'التاریخ الکبیر الدمشق' 80 جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ 'المستقصی فی فضائل

المسجد القصٰی' آپ کی ایک اور مشہور تصانیف ہے۔ آپ کی وفات 571ھ میں ہوئی۔ ابن عساکر کا مدفن باب الصغیر دمشق، شام میں ہے۔

[14] ابن عساکر، تبیین کذب المفتری، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، طبعہ سوم، 1404ھ: 29۔425۔

[15] مناوی، زین الدین محمد عبد الروف بن تاج العارفین بن علی، التوقیف علیٰ مہمات التعاریف، تحقیق محمد رضوان دایہ، دار الفکر المعاصر، بیروت، طبع اول، 1410ھ: ص540۔

[16] النساء، 4:171

[17] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 1/772

[18] ابن خزیمہ، ابو بکر محمد بن اسحاق، صحیح ابن خزیمہ، تحقیق: ڈاکٹر مصطفی الاعظمی، المکتب الاسلامی، بیروت، 1395ھ/1970ء: 4/272۔

[19] الجوزیہ، ابن قیم، محمد بن ابو بکر، بدائع الفوائد، دار الکتاب العربی، لبنان، بیروت، س ن: 4/209

[20] الاسراء، 17:36

[21] الفرقان، **25:27**

[22] مسلم، مسلم بن حجاج بن مسلم، الصحیح المسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، س ن، کتاب البر والصلۃ، باب استحباب مجالسۃ الصالحین و مجانبۃ قرناء السوء۔

[23] سلمان، ابو محمد عبد العزیز، مفتاح الافکار للتاہب لدار القرار (مطبعہ نامعلوم، س ن) 1/197۔

24 لوئیس معلوف، المنجد، ص728۔

25 حم السجدہ 6:41

26 الرازی، محمد بن ابو بکر، مختار الصحاح، تحقیق: محمود فاطر، مکتبہ لبنان ناشرون، بیروت، طبعہ 1415ھ/1995ء: ص560۔

27 جرجانی، التعریفات، ص37

28 فصلات 30:41

29 انعام 153:6

30 ہود 12:11

[31] ابن حبان، ابو حاتم محمد حبان تمیمی (متوفیٰ 354ھ) صحیح ابن حبان، تحقیق، شعیب ارناؤط، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبعہ دوم، 1414ھ/1993ء: 3/221۔

32 محمد 19:47

33 التوبۃ 122:9

[34] النحل 43:16

[35] طٰہٰ 114:20

[36] بخاری، الجامع، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیر ا یفقہہ فی الدین، حدیث نمبر 71

[37] مدنی، ڈاکٹر عبد الحی (ایسوسی ایٹ پروفیسر، این ای ڈی یونیورسٹی، کراچی)، پاکستانی نوجوان فکری انحراف: اسباب، اور سدباب اسوہ حسنہ کی روشنی میں- علمی و تحقیق مجلہ البصیرہ جلد 2، شمارہ 1، س ن)، ص 42)

[38] ڈاکٹر محمد زبیر، اہمیت مطالعہ، لکھنو: 2001ء: ص 98

[39] ابو داؤد، سنن ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشہرۃ، حدیث نمبر 4031۔